

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

مصادر سیرت کی ترتیب اولویت¹:

روایتی علماء اور معاصر متجددین کے معیارات تحقیق کا تقابل

**The Prioritization of Sīrah Sources: A Comparative Analysis of
Traditional and Contemporary Modernist Research Criteria**

.1 Dr. Hafiz Muhammad Ramzan

Associate Professor,

Govt. Ambala Graduate College, Sargodha

hafizramzan3@gmail.com

Abstract

This article presents a detailed analysis of the prioritization of sources in the biography of the Prophet Muhammad (Sīrah). On one hand, it examines the methodology of traditional scholars, who employ a well-reasoned hierarchy of sources: the Qur'an, the Ṣaḥīḥayn, the other Kutub al-Sittah, followed by works such as those of Ibn Ishāq–Ibn Hishām, al-Wāqidī, and al-Ṭabarī. On the other hand, it explores the approach of modernists, who prioritize historical plausibility, rational acceptability, and comparative study as the primary criteria. The article compares the theoretical foundations of both methodologies, their principles for classifying sources, and the practical implications of each. It concludes that the traditional scholarly hierarchy is not only internally coherent but also indispensable for a sound understanding of Sīrah sources, whereas modernist criteria are sometimes susceptible to personal and ideological biases.

¹ اولویت اور ”اولیت“ دو الگ اصطلاحیں ہیں، اگرچہ دونوں کا مادہ ”اول“ ہے۔

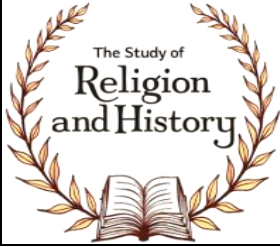
• اولیت: (Awwaliyyah) پہلا ہونے کی کیفیت، ”سبق“، ”درجہ اول“۔ عام طور پر زمانی یا رتبہ کے اعتبار سے ”پہلا“ ہونا مراد ہوتا ہے۔

• اولویت: (Awlawiyyah) ترجیح، ”فوقیت“، ”مقدم رکھے جانے کا درجہ“۔ یہ کسی چیز کو دوسری پر مقدم رکھنے کے معیار کو کہتے ہیں۔

مقالے میں ”ترتیب اولویت“ کا جو ذکر ہے، اس سے مراد ”مصادر کی درجہ بندی اس اعتبار سے کہ کسے مقدم رکھا جائے“ ہے۔

اگر ”ترتیب اولیت“ کہتے تو معنی ہوتا ”پہلے ہونے کی ترتیب“ جو مصادر کے زمانی تسلسل کے لیے زیادہ موزوں ہے، جبکہ یہاں مصادر کی حجیت

اور اعتبار کے اعتبار سے ترجیحی ترتیب مقصود ہے۔



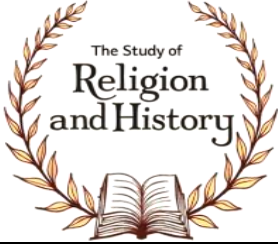
THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

Keywords: Sources of Sirah, prioritization (hierarchy), science of Jarḥ wa Ta'dīl (Hadith criticism), traditional methodology, modernist criteria, Ibn Ishāq, Ṣaḥīḥayn, historical criticism



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

۱۔ تمہید: سوال اولیت کی اہمیت

کسی بھی تاریخی شخصیت کے مطالعے میں مصادر کی ترتیب اولیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے حوالے سے یہ سوال اس لیے مزید اہم ہو جاتا ہے کہ یہاں صرف تاریخی دلچسپی نہیں بلکہ دینی رہنمائی اور اتباعِ سنت کا معاملہ ہے۔ اگر غلط مصدر کو مقدم کیا جائے تو اس سے نہ صرف تاریخی تصویر مسخ ہوتی ہے بلکہ دینی احکام و اقدار بھی متاثر ہوتے ہیں۔ روایتی علماء نے صدیوں کی محنت سے مصادرِ سیرت کی ایک مدلل ترتیب قائم کی جو قرآن سے شروع ہو کر متواتر احادیث، پھر صحیح و حسن روایات، پھر مرسل اور معتبر تاریخی روایات تک پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس معاصر متجددین، چاہے مغربی مستشرقین ہوں یا مسلم جدیدیت پسند، نے اس ترتیب کو چیلنج کر کے اپنے متبادل معیارات پیش کیے ہیں۔

۲۔ مصادرِ سیرت: روایتی علماء کی نظر میں

۱۔ قرآن کریم: اولین اور اعلیٰ ترین مصدر

روایتی علماء کے نزدیک قرآن کریم مصادرِ سیرت میں سب سے پہلا، سب سے مستند اور سب سے اعلیٰ مصدر ہے۔ سیرت کے بہت سے اہم واقعات، مثلاً غزوات، سفارتی معاہدات، اخلاقی رہنمائی، قرآن میں محفوظ ہیں اور ان کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ امام سیوطیؒ نے اس اصول کو واضح انداز میں بیان کیا:

إن القرآن الكريم هو المصدر الأول لسيرة النبي ﷺ ؛ لأنه كلام الله المنزل الذي لا يأتيه

الباطل من بين يديه ولا من خلفه، وكل ما ثبت فيه من أحداث حياة النبي ﷺ فهو حق لا

ريب فيه، وغيره من المصادر يُعرض عليه ويُحاكم إليه.²

قرآن کریم سیرتِ نبوی ﷺ کا اولین مصدر ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے جس میں

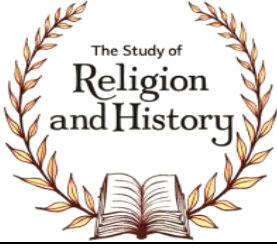
باطل کا گزر نہیں، نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ اس میں نبی ﷺ کی زندگی کے جو واقعات آئے ہیں وہ بلاشبہ حق

ہیں، اور دیگر تمام مصادر کو اسی پر پیش کیا جاتا اور اسی کے سامنے جانچا جاتا ہے۔

چنانچہ سیرت کے کسی بھی واقعے کو جانچتے وقت پہلا معیار یہ ہے کہ آیا قرآن اسے نقل کرتا ہے، اس کی تائید

کرتا ہے، یا اس کے خلاف ہے۔ اگر کوئی روایت قرآنی بیان سے متعارض ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاتا۔

² جلال الدین السیوطی، الإقتان فی علوم القرآن، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، المہینۃ المصریۃ العامۃ للكتاب، قاہرہ، ۱۹۷۴ء، ج ۲، ص ۱۸۵



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

۲- صحاح ستہ: دوسرا اہم ترین مصدر

قرآن کے بعد صحیحین (بخاری و مسلم) اور بقیہ کتب ستہ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) مصادر سیرت کا دوسرا اہم طبقہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے صحیحین کی وقعت کو یوں بیان کیا:

قد التزم البخاري ومسلم رحمهما الله إخراج ما صح عندهما على شرطهما المعتبر، وأن يكون ذلك من رواية العدل الضابط عن مثله، متصل السند إلى النبي ﷺ دون إرسال ولا انقطاع، ف وقعت كتبهما في أعلى درجات الصحة³ .

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنے معتبر شرط کے مطابق صرف وہی روایات نکالنے کا التزام کیا جو ان کے نزدیک صحیح ہوں، اور یہ کہ وہ روایات عادل و ضابط راوی سے اسی جیسے راوی کے ذریعے ہوں، اور سند نبی ﷺ تک بغیر ارسال اور انقطاع کے متصل ہو؛ پس ان کی کتابیں صحت کے اعلیٰ ترین درجوں پر واقع ہوئیں۔ صحیحین میں سیرت نبوی کے بے شمار پہلو محفوظ ہیں: غزوات کی تفصیل، آنحضور ﷺ کے اخلاق، عبادات، معاملات، اور صحابہ کرام کے ساتھ تعلقات۔ روایتی علماء کے نزدیک صحیحین کی کوئی روایت بغیر ٹھوس دلیل کے رد نہیں کی جاسکتی۔

۳- کتب سیرت: ابن اسحاق، ابن ہشام اور واقدی

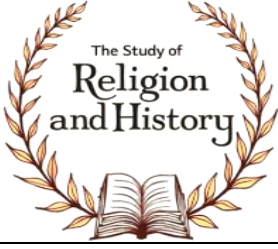
تیسرا طبقہ خالص سیرت کی کتابوں کا ہے۔ ابن اسحاق (م ۱۵۰ھ) کی کتاب جو ابن ہشام (م ۲۱۸ھ) کی تہذیب کے ذریعے محفوظ ہے، اس طبقے میں سب سے مقدم ہے۔ اگرچہ محدثین نے ابن اسحاق کی بعض روایات پر کلام کیا ہے، تاہم ان کی مجموعی وقعت سے انکار نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ابن اسحاق کے بارے میں کہا: لم یکن فی المغازی أحد أثبت من ابن إسحاق⁴ .

مغازی (غزوات) کے بیان میں ابن اسحاق سے زیادہ ثقہ کوئی نہیں تھا۔

البتہ واقدی (م ۲۰۷ھ) کے بارے میں محدثین کا رویہ زیادہ سخت رہا ہے۔ امام احمدؒ نے واقدی کو کذاب قرار دیا۔ اس لیے روایتی علماء واقدی کی روایات کو بطور تائید استعمال کرتے ہیں، مگر مستقل دلیل کے طور پر نہیں۔

³ ابن حجر عسقلانی، ہدی الساری مقدمة فتح الباری، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ص ۱۱

⁴ ابن عدی، الكامل فی ضعفاء الرجال، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج ۶، ص ۲۳۱۲



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

قال الإمام أحمد بن حنبل في الواقدي : هو عندي من أكذب الناس⁵ .

امام احمد بن حنبل نے واقدی کے بارے میں کہا : وہ میرے نزدیک سب سے بڑا کذاب ہے۔

اس ناقدانہ شعور کا مطلب یہ ہے کہ روایتی علماء مصادر کو آنکھیں بند کر کے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ ہر مصدر کے اندر بھی ضعیف و قوی کے درمیان فرق کرتے تھے۔

۲۔ کتب تاریخ: طبری، بلاذری اور ابن سعد

چوتھا طبقہ عمومی تاریخی کتابوں کا ہے جن میں سیرتی مواد بکثرت موجود ہے۔ امام طبری (م ۳۱۰ھ) کی 'تاریخ الرسل والملوک'، بلاذری (م ۲۷۹ھ) کی 'انساب الاشراف'، اور ابن سعد (م ۲۳۰ھ) کی 'الطبقات الکبریٰ' اس میں شامل ہیں۔

وما یکن فی کتابی هذا من خبر ذکرناه عن بعض الماضین مما یستکره قارئه أو یستشعہ سامعہ، فلیعلم أنه لم یؤت ذلك من قبلنا، وإنما أتت من قبل بعض ناقلیه إلینا، وإنا إنما أذینا ذلك علی نحو ما أذی إلینا⁶ .

میری اس کتاب میں گزرے ہوئے لوگوں سے منقول جو بھی خبر ہو جسے پڑھنے والا ناپسند کرے یا سننے والا ناگوار سمجھے، وہ جانے کہ یہ ہماری طرف سے نہیں آئی، بلکہ اسے ہم تک پہنچانے والوں میں سے بعض کی طرف سے آئی ہے، اور ہم نے اسے اسی طرح بیان کیا جیسے ہم تک پہنچائی گئی۔

یہ اقتباس انتہائی اہم ہے کیونکہ طبری نے خود اعتراف کیا کہ وہ مواد کی ذمہ داری راویوں پر ڈالتے ہیں۔ یہ داخلی منہجی ضابطہ ہے کہ تاریخی کتابوں کی روایات کو اسنادی کسوٹی سے جانچنا ضروری ہے۔

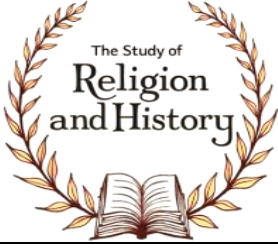
۳۔ روایتی علماء کے معیارات ترتیب اولیت

۳۔۱ اتصال سند کا اصول

روایتی علماء کا سب سے بنیادی معیار اتصال سند ہے: روایت کا سلسلہ آنحضور ﷺ تک مسلسل ہو اور اس میں کوئی انقطاع نہ ہو۔ امام شافعی نے اپنی الرسالة میں اس اصول کو یوں بیان کیا:

⁵ یحییٰ بن معین، تاریخ ابن معین — روایۃ الدور، تحقیق: احمد محمد نور سیف، مرکز البحث العلمی، مکہ مکرمہ، ۱۹۷۹ء، ج ۳، ص ۱۴۳

⁶ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الرسل والملوک، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، دار المعارف، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، ج ۱، ص ۷



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

فإذا اتصل الخبر عن رسول الله ﷺ ثبتت حجته، وإذا انقطع لم تثبت به حجة إلا أن يكون منقطعاً على جهة يحتمل أن يكون قد سمع من رسول الله ﷺ ممن أرسله⁷.
جب رسول اللہ ﷺ سے خبر متصل ہو تو اس کی حجت ثابت ہو جاتی ہے، اور جب منقطع ہو تو اس سے حجت ثابت نہیں ہوتی، مگر یہ کہ انقطاع اس نوعیت کا ہو کہ مرسل نے آنحضور ﷺ سے سنا ہو۔

۲-۳ عدالتِ راوی اور ضبط

دوسرا بنیادی معیار راوی کی عدالت (دینی امانت داری) اور ضبط (قوتِ حافظہ) ہے۔ یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ) — امام جرح و تعدیل — نے راویوں کی جانچ کے لیے ایک مستقل نظام قائم کیا:

سألت يحيى بن سعيد القطان عن الرجل ينتهمه في الحديث، كيف نصنع؟ قال: نُبَيِّنُ أمره ولا نكتُم، فإن الله تعالى يقول: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ هَذَا كَانَ أَمْرُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ فِي الرِّوَاةِ⁸.

میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے پوچھا: جس شخص پر ہم حدیث میں تہمت رکھتے ہوں اس کے ساتھ کیا کریں؟ انہوں نے کہا: اس کا معاملہ بیان کرو اور نہ چھپاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے... اسی طرح اصحاب حدیث کا راویوں کے ساتھ معاملہ تھا۔

۳-۳ عدم شذوذ و علت

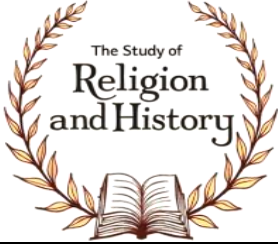
تیسرا معیار یہ ہے کہ روایت میں شذوذ (دیگر معتبر روایات کی مخالفت) اور علتِ قادحہ (چھپی ہوئی خامی) نہ ہو۔ امام حاکم نیشاپوری نے اس کی تعریف یوں کی:

السنة الصحيحة ما رواه العدل عن مثله من أوله إلى منتهاه ولا يكون شاذاً ولا معللاً، فمتى خولف الثقة فيما رواه بما هو أقوى منه سنداً كان ما روى شاذاً مردوداً⁹.

⁷ محمد بن ادریس الشافعی، الرسالة، تحقیق: احمد محمد شاکر، مکتبۃ الحلبي، قاہرہ، ۱۳۵۸ھ، ص ۴۶۱

⁸ احمد بن علی الخطیب البغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، تحقیق: ابو عبد اللہ السورقی، المکتبۃ العلمیۃ، مدینہ منورہ، ص ۱۷۳

⁹ الحاکم النیشاپوری، معرفۃ علوم الحدیث، تحقیق: معظم حسین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۹



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

صحیح سنت وہ ہے جسے عادل نے اپنی مثل سے ابتداء سے انتہا تک روایت کیا ہو اور شاذ اور معلول نہ ہو۔ پس جب کسی ثقہ کی روایت کو اس سے زیادہ قوی سند والی روایت مخالف ہو تو جو اس نے روایت کیا وہ شاذ و مردود ہے۔

۳۔ موافقتِ قرآن اور عدمِ تعارضِ عقل

چوتھا معیار یہ ہے کہ روایت قرآن کریم سے متعارض نہ ہو اور سند کے مقبول ہونے کے باوجود اگر متن قرآن کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے:

لو صح الإسناد إلى رسول الله ﷺ بشيء يخالف القرآن لأوجبنا تأويله، فإن لم يمكن تأويله أعلننا بطلان ذلك الإسناد وإن كان في ظاهره صحيحاً¹⁰ .

اگر آنحضور ﷺ تک کوئی سند صحیح ثابت ہو اور وہ قرآن کے مخالف ہو تو ہم اس کی تاویل واجب قرار دیں گے، اور اگر تاویل ممکن نہ ہو تو ہم اس سند کے باطل ہونے کا اعلان کریں گے خواہ ظاہری طور پر وہ صحیح کیوں نہ ہو۔

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ روایتی علماء محض اسناد پر ہی نہیں بلکہ متن اور قرآن کے ساتھ مطابقت پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے۔

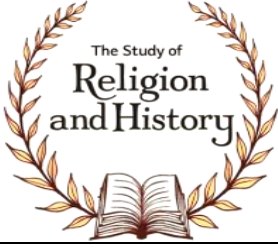
۴۔ معاصر متجددین کے معیاراتِ ترتیبِ اولویت

۴۔۱ تاریخی امکانیت کا معیار

معاصر متجددین — خواہ مسلم ہوں یا مستشرق — کا پہلا معیار 'تاریخی امکانیت' (Historical Plausibility) ہے۔ یعنی کسی واقعے کی روایت اسی حد تک قبول کی جائے گی جس حد تک وہ تاریخی اعتبار سے ممکن اور معقول لگے، خواہ اسناد کمزور ہوں یا مضبوط۔ ڈاکٹر فضل الرحمن (۱۹۸۸-۱۹۱۹ء) نے اس موقف کو یوں بیان کیا:

'Hadith literature cannot be used uncritically as history; what is needed is a criterion not just of isnadic criticism but of historical probability and contextual plausibility — the question must always be: does this tradition fit the historical situation of early Islam?'¹¹

¹⁰ ابن حزم الاندلسی، الاحکام فی اصول الاحکام، دار الحديث، قاہرہ، ۱۴۰۴ھ، ج ۱، ص ۱۴۳



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

ادبِ حدیث کو بلا تنقید بطورِ تاریخ استعمال نہیں کیا جاسکتا؛ جو چیز درکار ہے وہ صرف اسنادی تنقید کا معیار نہیں بلکہ تاریخی امکانیت اور سیاقی قبولیت کا معیار بھی ہے — سوال ہمیشہ یہ ہونا چاہیے: کیا یہ روایت ابتدائی اسلام کی تاریخی صورتحال سے مطابقت رکھتی ہے؟

اس معیار کی ایک واضح خامی یہ ہے کہ 'تاریخی امکانیت' کا فیصلہ آخر کار محقق کا ذاتی حکم ہے، اور مختلف محققین مختلف نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح یہ معیار ذاتی رائے کو اصل معیار بنا دیتا ہے۔

۲-۴ تقابلی مصادر کا معیار (Comparative Sources Criterion)

دوسرا متجددانہ معیار یہ ہے کہ ایک مصدر کی تصدیق دوسرے آزاد مصادر سے ہو تو اسے زیادہ قابل قبول سمجھا جائے۔ ولیم میور (William Muir, 1819-1905) نے اس معیار کو یوں بیان کیا:

'Where different and independent traditions coincide in the main substance of a narrative, and there is no obvious motive for fabrication, we may accept the story as essentially historical, even if details may have been embellished.'¹²

جہاں مختلف اور آزاد روایات کسی بیانیے کے بنیادی مضمون میں ہم آہنگ ہوں اور گھڑنے کا کوئی ظاہر سبب نہ ہو، ہم اس قصے کو بنیادی طور پر تاریخی مان سکتے ہیں خواہ تفصیل میں مبالغہ آمیزی کا امکان ہو۔

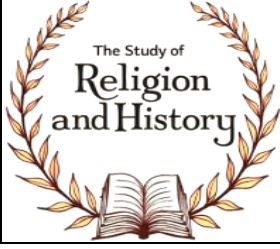
اس معیار کا مسئلہ یہ ہے کہ 'آزاد روایات' (Independent Traditions) کا تعین کیسے ہوگا؟ اگر ایک ہی مصدر سے مختلف کتابوں نے نقل کیا ہو تو وہ ایک ہی روایت کا بیان ہے، نہ کہ متعدد آزاد شواہد۔ روایتی محدثین نے اس خامی کو 'توارد الاسانید' اور 'مدار الروایۃ' کے اصولوں کے ذریعے صدیوں پہلے حل کر رکھا تھا۔

۳-۴ عقلی قبولیت کا معیار

تیسرا متجددانہ معیار عقلی قبولیت (Rational Acceptability) ہے۔ سرسید احمد خان (۱۸۱۷-۱۸۹۸ء) نے اس معیار کو سب سے واضح انداز میں پیش کیا اور اس بنیاد پر بہت سی سیرتی روایات کو رد کیا:

¹¹ Fazlur Rahman, Islamic Methodology in History, Central Institute of Islamic Research, Karachi, 1965, p. 48

¹² William Muir, The Life of Mahomet, Smith, Elder & Co., London, 1861, Vol. 1, p. xxxiv



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

ہماری قوم کو چاہیے کہ وہ ان روایتوں کو جو عقل سلیم کے خلاف ہیں قبول نہ کرے۔ محدثین نے جو علم اسناد ایجاد کیا وہ اپنے وقت کا بہترین آلہ تھا، مگر اب ہمارے پاس عقل و تجربے کی وہ کسوٹی ہے جو زیادہ قابل اعتماد ہے¹³

سرسید کے اس موقف پر علامہ شبلی نعمانی نے سخت تنقید کی اور واضح کیا کہ 'عقل سلیم' کا معیار انتہائی ذاتی اور غیر یقینی ہے:

اگر روایتوں کی صحت کا فیصلہ ہر شخص اپنی عقل پر چھوڑ دیا جائے تو پھر کوئی تاریخی واقعہ ثابت نہ ہو سکے گا کیونکہ ہر دور کی عقل مختلف ہے اور ہر شخص کی عقل مختلف ہے۔ علم اسناد کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک مشترک اور قابل جانچ معیار ہے۔¹⁴

۴-۴: Tendency Criticism: روایت کے پس پردہ مقاصد کی تلاش

جوزف شاخت (Joseph Schacht) اور کچھ متجددین نے 'Tendency Criticism' کا معیار پیش کیا: کوئی روایت کس سیاسی یا مذہبی رجحان (Tendency) کی خدمت کرتی ہے؟ اگر کسی روایت سے کسی فرقے، خاندان یا نقطہ نظر کو فائدہ ملتا ہے تو وہ مشکوک ہے:

"The existence of a tendency to project later norms back into the time of the Prophet provides a strong presumption against the authenticity of traditions which seem to serve party interests or legitimize existing practices."¹⁵

بعد کے اصولوں کو نبی ﷺ کے زمانے کی طرف پیچھے منسوب کرنے کا رجحان ان روایات کی عدم اصالت کا ایک قوی قرینہ فراہم کرتا ہے جو کسی فریق کے مفادات کی خدمت یا موجودہ طریقوں کو جواز دینے کا کام کرتی ہیں۔

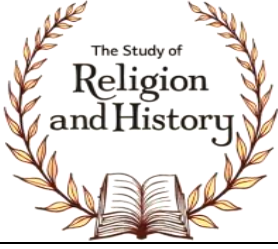
¹³ سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، مطبع مفید عام، آگرہ، ۱۸۸۰ء، مقدمہ؛ بحوالہ: آل احمد سرور، سرسید احمد خان، سہ ماہیہ اکادمی، نئی دہلی،

۱۹۵۸ء، ص ۸۹

¹⁴ محمد شبلی نعمانی، الفاروق، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۸۹۹ء، ج ۱، ص ۱۴؛ بحوالہ: سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، دار المصنفین، اعظم

گڑھ، ۱۳۵۲ھ، ج ۱، ص ۴۶

¹⁵ Joseph Schacht, The Origins of Muhammadan Jurisprudence, Clarendon Press, Oxford, 1950, p. 149



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

اس معیار کی بنیادی خامی یہ ہے کہ اس منطق سے تو کوئی بھی روایت معتبر نہیں رہتی کیونکہ ہر روایت کسی نہ کسی نقطہ نظر کی حمایت کرتی ہے۔ مزید یہ کہ شاخت نے اسنادی شواہد کی جگہ اپنے فرضی 'رجحانات' (Tendencies) کو معیار بنایا جو خود ایک بڑا نظریاتی تحیز ہے۔

۵۔ دونوں مناہج کا تقابلی جائزہ

۱۔ کلیدی اختلافی نقطے: تفصیلی تجزیہ

الف — اسناد بمقابلہ تاریخی امکانیت

روایتی علماء کے نزدیک اسنادی نظام ایک مستقل اور قابل تصدیق معیار ہے، جبکہ 'تاریخی امکانیت' ذاتی تشریح پر منحصر ہے۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی نے اس پر روشنی ڈالی:

'The isnad system constitutes the most rigorous method of source criticism ever devised in the pre-modern world. Unlike the Western method of historical plausibility, it provides an intersubjective and verifiable standard: either a chain of transmitters can be verified or it cannot.'¹⁶

اسنادی نظام قبل از جدید دنیا میں ایجاد کردہ مصدقہ کا سب سے سخت ترین طریقہ ہے۔ مغربی طریقہ تاریخی امکانیت کے برعکس، یہ ایک بین الاذہانی اور قابل تصدیق معیار فراہم کرتا ہے: یا تو ناقلین کا سلسلہ تصدیق کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

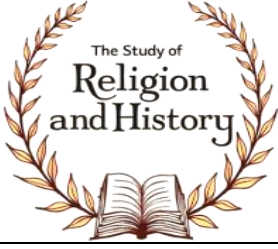
ب — واقدی کا سوال: ایک عملی مثال

واقدی کی کتاب 'المغازی' کا سوال اس اختلاف کی ایک اچھی عملی مثال ہے۔ روایتی محدثین نے واقدی کو ضعیف قرار دیا، لیکن بہت سے جدید مؤرخین — خصوصاً مستشرقین — اسے قابل اعتماد مصدر مانتے ہیں:

'Despite the criticisms levelled at him by Muslim traditionalists, al-Waqidi provides valuable information about the military campaigns of Muhammad that is not available elsewhere. His accounts have internal consistency and are corroborated by geographical data.'¹⁷

¹⁶ M. M. Azami, Studies in Early Hadith Literature, American Trust Publications, Indianapolis, 1978, p. 300

¹⁷ W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina, Oxford University Press, 1956, p. x



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

مسلم روایت پسندوں کی تنقیدوں کے باوجود، واقدی محمد ﷺ کی فوجی مہموں کے بارے میں قیمتی معلومات فراہم کرتا ہے جو کہیں اور دستیاب نہیں ہیں۔ اس کے بیانات میں داخلی ہم آہنگی ہے اور وہ جغرافیائی اعداد و شمار سے مؤید ہیں۔

اس اختلاف کا جواب سید سلیمان ندوی نے دیا کہ 'داخلی ہم آہنگی' ایک کمزور معیار ہے کیونکہ ایک ماہر جھوٹا بھی داخلی ہم آہنگی والے قصے گھڑ سکتا ہے، جبکہ اسناد کی تصدیق زندہ انسانی سلسلے سے ہوتی ہے جسے جعل کرنا ناممکن ہے:

روایتی علمائے جرح و تعدیل نے واقدی کو رد کرنے میں کوئی تعصب نہیں کیا بلکہ انہوں نے مقارنہ روایات اور جانچ پڑتال کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ جو شخص اسناد کو چھوڑ کر 'داخلی ہم آہنگی' کو معیار بنائے وہ علمی اعتبار سے کمزور بنیاد پر کھڑا ہے۔¹⁸

۶۔ ابن اسحاق کا سوال: تنقید اور دفاع

ابن اسحاق کی وقعت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر روایتی علماء اور مجددین کے درمیان تناؤ سب سے واضح ہے۔ روایتی علماء نے ابن اسحاق کی مغازی کو بلند مقام دیا مگر ان کی بعض خامیاں بھی نوٹ کیں:

۶۔۱ روایتی علماء کا موقف

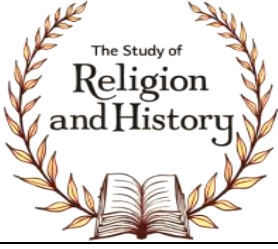
إن ابن إسحاق إمام في المغازي والسير، وقد كان علماء السلف يرجعون إليه فيما يتعلق بأحوال الصدر الأول، غير أنهم كانوا يتوقون في رواياته المنقطعة وما رواه عن المجاهدين¹⁹.

ابن اسحاق مغازی اور سیر کے امام ہیں، اور علمائے سلف صدر اول کے احوال میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے، البتہ وہ ان کی منقطع روایات اور مجاہدین سے منقول روایات میں احتیاط برتتے تھے۔

ابن إسحاق دجال من الدجالة. وقال في موضع آخر: إنه يروي عن أهل الكتاب ويكتب الحديث كل من لقيه²⁰.

¹⁸ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، دار المصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۵۳ء، ج ۱، ص ۵۲-۵۳

¹⁹ ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمال والسير، دار القلم، دمشق، ۱۹۹۳ء، ج ۱، ص ۱۷



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

ابن اسحاق دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ اور ایک اور جگہ کہا: وہ اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور ہر اس شخص سے حدیث لکھتا ہے جس سے ملاقات ہو۔

یہاں ایک اہم بات قابل توجہ ہے: امام مالک کی یہ سخت تنقید اسنادی بنیاد پر تھی اور خصوصاً ان روایات کے حوالے سے جو ابن اسحاق نے اہل کتاب سے لی تھیں۔ یہ جرح منہجیاتی اصولوں پر مبنی تھی، نہ کہ ذاتی عناد پر۔

۲-۱ متجددین کا موقف

'Ibn Ishaq's Sira, even if it contains traditions of dubious authenticity, remains our most important narrative source for the life of the Prophet. The modernist historian must use it critically but cannot ignore it; its information about the early community is irreplaceable.

21'

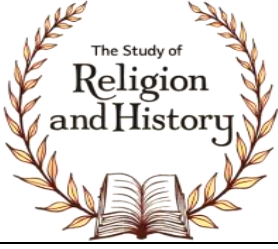
ابن اسحاق کی سیرت، خواہ اس میں مشکوک اصالت کی روایات شامل ہوں، نبی ﷺ کی زندگی کا ہمارا سب سے اہم بیانیہ مصدر ہے۔ جدید مؤرخ کو اسے تنقیدی انداز سے استعمال کرنا ہوگا لیکن اسے نظر انداز نہیں کر سکتا؛ ابتدائی مسلم معاشرے کے بارے میں اس کی معلومات ناقابل تلافی ہیں۔ روایتی علماء اور متجددین دونوں ابن اسحاق کی اہمیت تسلیم کرتے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ روایتی علماء ان کی روایات کو اسنادی کسوٹی پر جانچتے ہیں، جبکہ متجددین 'عدم متبادل' (No Alternative) کو قبولیت کی دلیل بنا لیتے ہیں۔ جو منطقی لحاظ سے کمزور استدلال ہے۔

۷۔ عملی کیس اسٹڈی: مصادر کی ترتیب اولویت کے عملی نتائج

۷۔ واقعہ افک: دو مناہج کا عملی تقابل

²⁰ ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج ۶، ص ۲۳۰۸

²¹ Gregor Schoeler, The Biography of Muhammad: Nature and Authenticity, Routledge, London, 2011,



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

حادثہ افک (واقعہ اتہام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) پر دونوں مناہج کا تقابل انتہائی وضاحت بخش ہے۔ قرآن کریم (سورۃ النور: ۱۱-۲۰) نے اس واقعے کو تفصیل سے بیان کیا اور حضرت عائشہؓ کی براءت کی صریح تائید کی۔ روایتی علماء قرآنی بیان کو مقدم رکھتے ہوئے باقی روایات کو اسی پر پیش کرتے ہیں:

قال ابن كثير في تفسير آيات الإفك: وهذه الآيات الكريمة نزلت في شأن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها... وقد ثبتت براءتها بنص القرآن الكريم الذي لا يأتيه الباطل، ومن أراد أن يطعن في ذلك فقد خرج عن رقة الإيمان²².

ابن کثیر نے آیات افک کی تفسیر میں کہا: یہ کریم آیات ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئیں... ان کی براءت نص قرآن کریم سے ثابت ہے جس میں باطل کا گزر نہیں، اور جو اس میں طعن کرنا چاہے وہ ایمان کی رسی سے نکل گیا۔ بعض مستشرقین اور متجددین نے اس واقعے کو تاریخی تنقید کی نذر کرتے ہوئے مختلف نتائج اخذ کیے، جو قرآنی بیان سے متعارض ہیں۔ روایتی منہج یہاں قرآن کو مقدم رکھتے ہوئے ایسے تمام نتائج رد کرتا ہے۔

۲-۷ سیرت ابن سعد اور طبقاتی معلومات

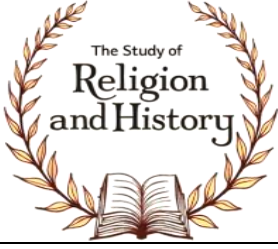
ابن سعد (م ۲۳۰ھ) کی 'الطبقات الکبریٰ' سیرت نبوی کے لیے ایک اہم مصدر ہے جس میں صحابہ کرام کی سوانح، روایات اور سیرتی تفصیل محفوظ ہیں۔ روایتی علماء اسے چوتھے درجے کا مصدر مانتے ہیں جسے کتب سہ کے بعد اور واقدی کے اسناد کی جانچ کے ساتھ استعمال کیا جائے:

أخبرنا الواقدي قال: أخبرنا محمد بن عبد الله عن الزهري... وكان رسول الله ﷺ يقول في الحجة الوداع: اللهم هل بلغت؟ فيقول الناس: نعم. فيقول: اللهم اشهد²³.

ہمیں واقدی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن عبد اللہ نے زہری سے خبر دی... اور رسول اللہ ﷺ حجة الوداع میں فرماتے: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟ لوگ کہتے: ہاں۔ آپ فرماتے: اے اللہ! گواہ رہ۔

²² اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ج ۶، ص ۳

²³ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰ء، ج ۲، ص ۱۸۴



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

یہاں قابلِ توجہ ہے کہ ابنِ سعد نے خود واقدی کے ذریعے روایت نقل کی۔ روایتی علماء ایسی روایت کو تحفظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور واقدی کی وجہ سے اسے دلیلِ قاطع کے طور پر نہیں لیتے، البتہ دیگر شواہد کے ساتھ مل کر یہ روایت قابلِ استشہاد بنتی ہے۔

۸۔ روایتی منہج کا علمی دفاع: معاصر محققین

۸۔۱ ڈاکٹر حمید اللہ: جدید اسلوب میں روایتی منہج

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸-۲۰۰۲ء) نے اپنی 'خطبات بہاولپور' اور 'الوثائق السياسية للعہد النبوی' میں جدید علمی اسلوب اختیار کرتے ہوئے مصادرِ سیرت کی روایتی ترتیب کو درست ثابت کیا:

مصادرِ سیرت کو جانچنے کے لیے سب سے پہلا معیار قرآنِ کریم ہے جو خود ایک معاصر دستاویز ہے، پھر صحیح احادیث جو سیرتِ نبوی کی باریکیاں محفوظ کرتی ہیں، اور پھر ابنِ اسحاق جو بسند و بلاسند دونوں طرح کی روایات رکھتے ہیں اور ان کے درمیان فرق جاننا ضروری ہے۔ واقدی کو بلا تحقیق قبول کرنا علمی خیانت ہے۔²⁴

۸۔۲ اکرم ضیاء العمری: اسنادی معیار کا احیاء

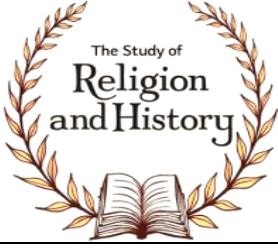
إن منهج المحدثين في نقد السيرة النبوية هو أدق منهج نقدي عرفته البشرية؛ فقد اشترطوا اتصال السند وعدالة الرواة وضبطهم وسلامة المتن من الشذوذ والعلّة، وهي شروط لم يعرفها المؤرخون الغربيون إلا في العصر الحديث وبصورة أقل دقة²⁵ .

سیرتِ نبوی کی نقد میں محدثین کا منہج بنی نوعِ انسان کا سب سے باریک ترین نقدی منہج ہے؛ انہوں نے اتصالِ سند، راویوں کی عدالت و ضبط، اور متن کا شذوذ و علت سے سالم ہونا شرط قرار دیا — یہ شرائط مغربی مؤرخین کو جدید دور تک معلوم نہ تھیں اور وہ بھی کم درجہ دقت پر۔

۸۔۳ صفی الرحمن مبارکپوری: مصادر کی ترتیب

²⁴ محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۷۸ء، ص ۲۴-۲۵

²⁵ اکرم ضیاء العمری، السیرة النبوية الصحيحة، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ، ج ۱، ص ۱۷



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

إن ترتیب مصادر السيرة النبوية عند العلماء الثقات يبدأ بالقرآن الكريم ثم بالأحاديث الصحيحة ثم بكتب المغازي والسير المتصلة الأسانيد، وما خرج عن هذه المراتب فهو مقبول على قدر صحة إسناده وموافقه لما سبقه²⁶.

ثقہ علماء کے نزدیک مصادر سیرت نبوی کی ترتیب قرآن کریم سے شروع ہوتی ہے، پھر صحیح احادیث، پھر متصل الاسانید کتب مغازی و سیر؛ اور جو ان درجوں سے باہر ہو وہ اپنی سند کی صحت اور پہلے مصادر سے موافقت کے بقدر مقبول ہے۔

یہ تینوں معاصر مسلم محققین اس بات کا ثبوت ہیں کہ روایتی منہج جمود نہیں بلکہ ایک زندہ علمی روایت ہے جو ہر دور میں اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۹۔ متجددانه معیارات کی داخلی خامیاں

۱۔ معیار کی غیر یقینیت

متجددانه معیارات کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ان کا اطلاق غیر یقینی اور ذاتی ہے۔ 'تاریخی امکانیت'، 'عقلی قبولیت'، 'Tendency Criticism' یہ سب ایسے معیارات ہیں جن کا اطلاق مختلف محققین مختلف طریقوں سے کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی روایت ایک محقق کے نزدیک مستند اور دوسرے کے نزدیک مشکوک ہو سکتی ہے، جبکہ اسنادی نظام ایک مشترک اور قابل تصدیق معیار ہے۔

۲۔ نظریاتی جانب داری

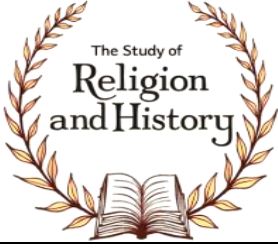
ایڈورڈ سعید نے ثابت کیا کہ مغربی استشراق محض علمی منصوبہ نہیں بلکہ ایک نظریاتی و سیاسی منصوبہ ہے۔ یہی

'Orientalist Bias' متجددانه معیارات میں در آتا ہے:

'The orient is not only adjacent to Europe; it is also the place of Europe's greatest and richest and oldest colonies, the source of its civilizations and languages, its cultural contestant, and one of its deepest and most recurring images of the Other. In addition, the orient has helped to define Europe (or the West) as its contrasting image.'²⁷

²⁶ صفی الرحمن مبارکپوری، الر حیق المختوم، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۸ھ، مقدمہ، ص ۱۱

²⁷ Edward Said, Orientalism, Pantheon Books, New York, 1978, pp. 1-2



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

مشرق نہ صرف یورپ کا ہمسایہ ہے بلکہ یورپ کی سب سے بڑی، قدیم ترین اور امیر ترین نوآبادیات کی جگہ بھی ہے — اس کی تہذیبوں اور زبانوں کا منبع، اس کا ثقافتی حریف، اور اپنے 'دوسرے' کی گہری ترین تصویروں میں سے ایک۔

۹-۳ بائبل تنقید کی بے جا تطبیق

معاصر متجددین نے بائبل کی 'Higher Criticism' کے ابزار کو حدیث و سیرت پر لاگو کیا جو ایک بنیادی قیاس مع الفارق ہے۔ قرآن اور انجیل کی نوعیت، اسلوب، اور تاریخ تدوین میں بنیادی فرق ہے:

إن المستشرقين ومن تأثر بهم من المتجددين المسلمين يطبقون على الحديث النبوي قواعد نقد الكتاب المقدس وهذا منهج خاطئ من أساسه؛ لأن الكتاب المقدس مجهول المؤلف في أغلبه ومحروم من سلاسل السند، أما الحديث فمسند بأسانيد موثقة ومحكوم عليه بقواعد علمية صارمة²⁸ .

مستشرقین اور ان سے متاثر مسلم متجددین حدیث نبوی پر بائبل کی نقد کے قواعد لاگو کرتے ہیں اور یہ منہج بنیادی طور پر غلط ہے؛ کیونکہ بائبل اکثر و بیشتر مجهول المصنف ہے اور اسانید کی زنجیروں سے محروم، جبکہ حدیث مستند اسانید کے ساتھ موجود ہے اور سخت علمی قواعد سے محکوم۔

۱۰- نتائج ابحاث

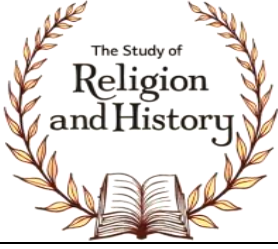
اس تقابلی تحقیق سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

اول: مصادر سیرت کی روایتی ترتیب (قرآن ← صحیحین ← کتب سہ ← کتب سیرت ← کتب تاریخ) ایک مدلل، مربوط اور قابل تصدیق نظام ہے جو صدیوں کی علمی محنت کا ثمر ہے۔

دوم: متجددانہ معیارات (تاریخی امکانیت، عقلی قبولیت، Tendency Criticism ذاتی تشریح پر منحصر ہیں اور اسنادی نظام جیسا مشترک اور قابل جانچ معیار پیش نہیں کر سکتے۔

سوم: ابن اسحاق کی وقعت دونوں مناہج میں تسلیم شدہ ہے، مگر روایتی علماء ان کی روایات کو اسنادی کسوٹی پر جانچتے ہیں جبکہ متجددین 'عدم متبادل' کو قبولیت کی دلیل بنا لیتے ہیں۔

²⁸ مصطفیٰ الباعی، السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي، المكتب الإسلامي، بيروت، ۱۹۸۲ء، ص ۳۱۰



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

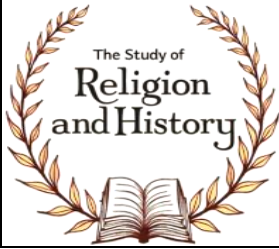
چہارم: واقدی کا سوال اس اختلاف کی نمائندہ مثال ہے: روایتی علماء نے اسنادی تحقیق کی بنیاد پر انہیں ضعیف قرار دیا، جبکہ متجددین 'داخلی ہم آہنگی' اور 'جغرافیائی تفصیلات' کو معیار بناتے ہیں۔
پنجم: ایڈورڈ سعید کی تنقید اور اعظمی کی علمی کاوشوں نے ثابت کیا کہ استشراتی معیارات خود نظریاتی تحیزات سے آزاد نہیں، چنانچہ انہیں 'غیر جانبدار علمی معیارات' کہنا درست نہیں۔
ششم: معاصر مسلم محققین (حمید اللہ، اعظمی، العمری، مبارکپوری) نے ثابت کیا کہ روایتی منہج کو جدید علمی اسلوب میں بھی مؤثر طریقے سے پیش کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ کلام: روایتی علماء کا منہج ترتیب اولویت نہ صرف دینی اعتبار سے درست ہے بلکہ علمی اعتبار سے بھی زیادہ مستحکم اور قابل اعتماد ہے۔ معاصر مسلم محققین کا فریضہ ہے کہ وہ اس منہج کو جدید چیلنجوں کے تناظر میں مزید واضح اور مؤثر انداز میں پیش کریں۔

مصادر و مراجع

اول: مصادر عربیہ

- الشافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالة۔ تحقیق: احمد محمد شاكر۔ قاہرہ: مکتبۃ الحلبي، ۱۳۵۸ھ۔
ابن سعد، محمد۔ الطبقات الکبریٰ۔ تحقیق: محمد عبد القادر عطا۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء۔
ابن سید الناس، محمد بن محمد۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسير۔ دمشق: دار القلم، ۱۹۹۳ء۔
ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ۔
ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری۔ بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ۔
ابن حزم الاندلسی، علی بن احمد۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ قاہرہ: دار الحدیث، ۱۴۰۴ھ۔
ابن عدی، عبد اللہ۔ الکامل فی ضعف الرجال۔ بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۸ء۔
الحاکم النیشاپوری، محمد بن عبد اللہ۔ معرفۃ علوم الحدیث۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۷۷ء۔
الخطیب البغدادی، احمد بن علی۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ مدینہ منورہ: المکتبۃ العلمیہ، (بلا سن)۔



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

السيوطي، جلال الدين- الاتقان في علوم القرآن- تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهيم- قاهره: الهيئة المصرية العامة للكتاب،

١٩٤٢ء-

السباعي، مصطفى- السنة ومكانتها في التشريع الاسلامي- بيروت: المكتبة الاسلامي، ١٩٨٢ء-

الطبري، محمد بن جرير- تاريخ الرسل والملوك- تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهيم- قاهره: دار المعارف، ١٩٦٤ء-

العمرى، اكرم ضياء- السيرة النبوية الصحيحة- مدينة منوره: مكتبة العلوم والحكم، ١٤١٥هـ-

المباركپوري، صفى الرحمن- الرحيق المختوم- رياض: دار السلام، ١٤١٨هـ-

يحيى بن معين- تاريخ ابن معين — رواية الدورى- تحقيق: احمد محمد نور سيف- مكة مكرمه: مركز البحث العلمى، ١٩٤٩ء-

دوم: مصادر اردو

حميد الله، محمد- خطبات بهاولپور- اسلام آباد: اداره تحقيقات اسلامي، ١٩٤٨ء-

ندوى، سيد سليمان- سيرت النبي ﷺ (مع شبلى نعماني)- اعظم گڑھ: دار المصنفين، ١٩٥٣ء-

نعماني، شبلى- الفاروق- اعظم گڑھ: مطبع معارف، ١٨٩٩ء-

سرور، آل احمد- سر سيد احمد خان- نئی دہلی: ساهتيہ اکادمي، ١٩٥٨ء-

سوم: مصادر انگریزی

Azami, Muhammad Mustafa. Studies in Early Hadith Literature. Indianapolis: American Trust Publications, 1978.

Azami, Muhammad Mustafa. On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence. Cambridge: Islamic Texts Society, 1985.

Muir, William. The Life of Mahomet. 4 vols. London: Smith, Elder & Co., 1861.

Rahman, Fazlur. Islamic Methodology in History. Karachi: Central Institute of Islamic Research, 1965.

Said, Edward W. Orientalism. New York: Pantheon Books, 1978.

Schacht, Joseph. The Origins of Muhammadan Jurisprudence. Oxford: Clarendon Press, 1950.

Schoeler, Gregor. The Biography of Muhammad: Nature and Authenticity. London: Routledge, 2011.

Watt, W. Montgomery. Muhammad at Medina. Oxford: Oxford University Press, 1956.